کیا تالیف قلوب کے لیے

زکوۃ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے؟

ڈاکٹر یوسف قرضاوی (ترجمہ مفتی محمد خان قادری)

تالیف قلوب کے لئے زکوۃ دینا قرآن میں بیان کئے گئے آٹھ مصارف میں سے ایک ہے۔حضورﷺ کی ظاہری حیات اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دور میں اس پر عمل جاری رہا۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اس مسئلہ پر علت احتیاج نہ پائی جانے کی وجہ سے اسے موقوف کر دیا گیا۔اس کے بعد اہل علم کی اس بارے میں دو آراچلی آ رہی ہیں ایک رائے یہ ہے کہ یہ حکم اب منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ حضرت فاروق اعظمؓ کی رائے پر صحابہ کا اجماع اور اتفاق ہو گیا تھا۔دوسری رائے یہ ہے کہ وحی کو وحی ہی منسوخ کر سکتی ہے اور قرآنی حکم حضورﷺ کی ظاہری حیات میں ہی منسوخ ہو سکتا ہے بعد میں اس کا نسخ جاری نہیں رہ سکتا۔لہذا یہ حکم صحابہ کے اجماع کی روشنی میں موقوف تو قرار دیا جا سکتا ہے اسے منسوخ قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ منسوخ ہونے کی رائے فقہائے احناف کی ہے۔اسی لئے یہ رائے تسلسل کے ساتھ جاری وساری ہے اسے ہی تحریر و بیان میں لایا جاتا ہے۔جبکہ دوسری رائے بھی کافی وزن رکھتی ہے اس کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔اس طرف توجہ دلانے کے لئے ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے مضمون ''کیا تالیف قلوب کے لئے زکوۃ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔،، کی اشاعت کی جارہی ہے۔یاد رہے کہ ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر کا بھی اس پر مستقل مطبوعہ مقالہ موجود ہے۔جس کا نام ہے ''تالیف القلوب علی الاسلام باموال الصدقات،،۔دار النفاس اردن سے شائع بھی ہو چکا ہے۔اگر کوئی صاحب علم اس کے ترجمہ کی طرف توجہ فرمائے تو ایک نفع بخش تحریر قوم کے سامنے ہوگی۔ہمیں مؤلفۃ القلوب سے واسطہ پڑتا رہتا ہے،غیر مسلم اگر چہ پاکستان میں اقلیت میں ہیں مگر سندھ کی ایک بڑی آبادی سامی النسل غیر مسلم ہے جن میں غریب بھی ہیں اور امیر بھی ، تاہم غربت زیادہ ہے ،مگر ہر دو کو اسلام کے قریب لانے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کے

لئے تالیف قلب کی اشد ضرورت ہوتی ہے اس کے بغیر وعظ وتبلیغ اثر نہیں کرتے ، چنانچہ ہم ان کی تالیف قلب کرتے ہیں ، اور قبول اسلام کے بعد بھی ایک عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رکھنا ہوتا ہے ورنہ ان کے بدل جانے (مرتد ہوجانے) کا خطرہ ہوتا ہے ،ہمیں بعض حضرات یہ نصیحت فرماتے رہتے ہیں کہ اس مد میں زکوۃ کی رقم مت خرچ کیا کرو، بھلا ہو مفتی محمد خان قادری صاحب کا کہ انہوں نے اس پر ایک وقیع تحریر اپنے رسالہ میں شائع کی ، ہم قارئین کے لئے اسے قند مکرر کے طور پر پیش کررہے ہیں ، اپنے ساتھیوں کے اطمئنان کے لئے بھی اور دیگر احباب کے مطالعہ کے لئے بھی......متبادل نقطہ نظر اگر مدلل پیش کیا جائے تو انہی صفحات میں ہم شائع کریں گے۔(ادارہ)

مؤلفۃ القلوب:

مؤلفۃ القلوب سے وہ افراد مراد ہیں جنہیں کچھ مال دے کر اسلام کی جانب راغب کرنا یا اسلام پر قائم رکھنا مقصود ہو یا یہ مقصود ہو کہ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔یا وہ مسلمانوں کے دفاع کے لیے تیار ہو جائیں اور مسلمانوں کے دشمنوں سے مقابلے میں مسلمانوں کی مدد کریں۔

زکوۃ کے اس مصرف سے اس حقیقت کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اسلام میں زکوۃ کوئی شخصی حسن سلوک اور انفرادی عبادت نہیں ہے کیونکہ مصارف زکوۃ میں سے یہ مصرف ایسا ہے کہ اسے انفرادی طور پر پورا نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس مصرف کو اجتماعی طور پر سربراہ حکومت یا اس کا نائب یا قوم کا اہل حل وعقد (مشورہ) کا ادارہ ہی انجام دے سکتا ہے۔اور یہی لوگ یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ کون مؤلفۃ القلوب ہیں اور کس کی تالیف قلب اسلام اور مسلمانوں کے لیے مفید ہوسکتی ہے۔

مؤلفۃ القلوب کی اقسام

مسلم اور کافر مؤلفۃ القلوب کی حسب ذیل اقسام ہیں۔

(الف) ایسا شخص جسے دینے سے اس کے یا اس کی قوم یا خاندان کے دائرہ اسلام میں داخل ہوجانے کی توقع ہو جیسے صفوان بن امیہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر امان دے دی تھی اور انہیں چار ماہ کی مہلت دی تھی کہ وہ اس مدت میں اپنے بارے میں فیصلہ کرکے بتائیں ۔اس کے بعد وہ آئے اور انہوں نے غزوہ حنین میں مسلمانوں کی جانب سے شرکت کی اور ابھی تک انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اس غزوہ میں جانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ ان سے ہتھیار بھی عاریتاً لیے

تھے۔غرض انہیں آپ ﷺ نے بہت سے لدے ہوئے اونٹ عطا کیے اور وہ بولے کہ یہ تو ایسی عطا ہے کہ اس کے بعد فقیری کا اندیشہ ہی نہ رہے۔

اس روایت میں ترمذی اور مسلم نے سعید بن المسیب سے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ انہوں نے کہا آپ ﷺ نے مجھے اتنا دیا کہ آپ ﷺ میرے لیے سب سے زیادہ محبوب ہوگئے۔(تفسیر ابن کثیر، ج۲،ص۳٦۵، ط الحلبی)

بہر حال صفوان اسلام لے آئے اور اسلام میں عمدہ ثابت ہوئے۔

اسی طرز کا تعلق یہ واقعہ ہے کہ جو احمد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے نام پر جو سوال کیا جاتا آپ ﷺ جواب ضرور دیتے۔ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ آپ ﷺ نے دو پہاڑوں کے مابین زکوۃ کی بہت سی بکریوں کا حکم دیا۔وہ شخص اپنی قوم کی جانب واپس گیا تو اس نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو اسلام قبول کرلو کہ محمد ﷺ ایسی بڑی عطا دیتے ہیں کہ فقیری کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔(نیل الاوطال: ج۳،ص۱٦٦، المطبعۃ الثانیہ)

(ب) ایسا شخص جس کے شر کا اندیشہ ہو اور اسے دے دینے سے اس کے شر سے تحفظ حاصل ہوسکتا ہو جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے لوگ بھی آیا کرتے تھے کہ اگر انہیں کچھ دیا جاتا تو خوش ہوجاتے اور اسلام کی تعریف کرتے اور کہتے یہ بڑا اچھا دین ہے اور اگر انہیں نہ دیا جاتا تو وہ عیب جوئی کرتے اور اسلام کی مذمت کرتے۔(تفسیر الطبری: ج۱۴،ص۳۱۳)

(ج) ایسا شخص جس نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہو اور اسے اسلام پر ثابت قدمی کی خاطر اسے دیا جائے۔

امام زہری سے پوچھا گیا کہ مؤلفۃ القلوب کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی اسلام لے آئے تو وہ بھی مؤلفۃ القلوب میں سے ہے، پوچھا گیا اگر وہ غنی ہو، انہوں نے کہا اگرچہ غنی ہو۔(تفسیر الطبری: ج۱۴،ص۳۱۴ المصنف لابن ابی شیبہ ج۳،ص۲۲۳۔حیدرآباد) اور حسن کہتے ہیں کہ جو لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوں وہ مؤلفۃ القلوب ہیں۔(المصنف بحوالہ مذکور۔الاکلیل للسیوطی صفحہ ۱۱۹)

اس کی وجہ یہ ہے کہ نیا نیا اسلام میں داخل ہونے والا شخص اپنے سابق دین کو چھوڑ کر مالی قربانی بھی

☆اعلم انک لست الوحید فی البلاء فما سلم من الهم احد وما نجا من الشدة بشر.☆

دیتا ہے کہ اس کا مال اس کے والدین اور اس کے خاندان کے پاس رہ جاتا ہے اور بسا اوقات اسے کھانے پینے تک کی تنگی ہو جاتی ہے اور اسے اپنے خاندان والوں کی ہر طرح کی مزاحمت برداشت کرنا پڑتی ہے۔اس لحاظ سے یہ شخص محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنے رشتہ داروں کو اور اپنی دنیا کو ترک کر دیتا ہے اور اس امر کا مستحق ہو جاتا ہے کہ اس کی امداد کی جائے اور اس کی اعانت کی جائے۔

(د) یا کوئی شخص مسلمانوں کے سرداروں اور بڑے لوگوں میں ہو اور اسے دینے سے اس کے ہم قوم کافر افراد کے اسلام کی توقع ہو، جیسے حضرت ابوبکرؓ نے عدی بن حاتم اور زبرقان بن بدر کو دیا حالانکہ دونوں اچھے اسلام کے حامل تھے اور مسلمانوں کے مابین ان کا ایک مرتبہ اور مقام تھا۔(تفسیر المنار ج ۱۰، صفحہ ۵۷۴۔۵۷۷)

(ھ) کمزور ایمان کے ایسے مسلمان جو اپنی قوم کے سردار ہوں اور ان کے بارے میں توقع ہو کہ وہ آئندہ ایمان میں ثابت قدم ہو جائیں گے، ان کا ایمان قوی ہو جائے گا اور وہ جہاد میں مضبوط ثابت ہوں گے۔مثلاً رسول اللہ ﷺ نے مکہ نے طلقاء کو جو اسلام لے آئے تھے، ہوازن کی غنیمت کا بڑا حصہ دیا، اور ان لوگوں میں منافق بھی تھے اور ضعیف الایمان بھی تھے اور اس کے بعد ان میں سے بیشتر لوگ اسلام میں ثابت قدم ہو گئے۔(تفسیر القرطبی، ج ۸، صفحہ ۱۷۹۔۱۸۱)

(و) سرحدوں پر اور دشمنوں کے علاقے سے ملے ہوئے علاقوں کے مسلمانوں کو بھی اس مد میں سے دیا جا سکتا ہے تاکہ دشمن اگر حملہ کرے تو وہ پہلی دفاعی لائن بن سکیں۔

(ز) وہ مسلمان جو اپنے اثر و نفوذ سے ان لوگوں سے زکوۃ دلوائیں جو بغیر اظہار قوت زکوۃ دینے کے لیے آمادہ نہ ہوں اور اس طرح ان کی تالیف سے دو نقصانوں میں سے کمتر کا اختیار کر لیا جائے اور یہ ایک جزئی سبب ہے اور مفاد عامہ میں سے ہے۔(المجموع، ج ۶، صفحہ ۱۹۶۔۱۹۸ غایۃ المنتہی وشرحہ ج ۲، صفحہ ۱۴۱)

مؤلفۃ القلوب کی یہ تمام انواع مسلمان اور غیر مسلم دونوں کو مشتمل ہیں اگرچہ امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ تالیف قلب کی مد میں سے صرف مسلمان ہی کو دیا جائے گا اور اس غیر مسلم کو نہیں دیا جائے گا جس کے اسلام کی توقع ہو اور جہاں تک نبی کریم ﷺ کے غزوہ حنین کے موقع پر کفار کو تالیف کی خاطر دینے کا مسئلہ ہے تو وہ آپ ﷺ نے فئے میں سے دیا تھا یا خاص اپنے مال میں سے عطا فرمایا تھا۔

امام شافعیؒ کے استدلال یہ ہیں کہ اللہ سبحانہ نے مسلمانوں کے صدقات مسلمانوں ہی کی طرف لوٹا دیئے

ہیں جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث ہے کہ یہ اموال مسلمانوں کے اغنیاء سے لے کران کے فقراء کولوٹائیں گے۔،،(الام ج ۲،صفحہ ۶۱۔ط بولائی)

امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں الواحدی سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کواس امر سے بے نیاز فرمادیا ہے کہ وہ مشرکین کی تالیف قلب کریں، بلکہ اگرامام کی رائے ہوکہ مسلمانوں میں سے بعض لوگوں کی تالیف قلب سے عام مسلمانوں کوفائدہ ہوگا تو جائز ہے کیونکہ مشرکین پرزکوۃ صرف کرنا جائز نہیں ہے اورجن مشرکین کی تالیف قلب کے لیے دیا بھی گیا ہے تو وہ مال فئے میں سے دیا گیا ہے۔

امام رازی الواحدی کا یہ قول نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ الواحدی نے جو یہ کہا ہے کہ اللہ سبحانہ نے مسلمانوں کومشرکین کی تالیف قلب سے بے نیاز کردیا ہے تو یہ انہوں نے اس بناپر کہا ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کوزکوۃ میں سے دیا،جبکہ ہم یہ بیان کرچکے ہیں کہ آپ ﷺ نے زکوۃ میں سے مشرکین کوکچھ نہیں دیااورآیت میں بھی ایسی کوئی دلیل موجود نہیں ہے جو یہ دلالت کرے کہ مؤلفۃ قلوبہم سے مرادصرف مشرکین ہی ہیں بلکہ یہ مسلمانوں اورمشرکین دونوں پرمشتمل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگرمؤلفۃ قلوبہم مسلم اورغیرمسلم دونوں کومشتمل ہے توپھرکافرکوبھی بطورتالیف زکوۃ دیناجائز ہوالبتہ کافرکومخصوص کردیناغیردرست ہوا۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ مؤلفۃ قلوبہم وہ اعراب وغیرہ تھے جن کونبی کریم ﷺ ان کے ایمان قبول کرنے کے وقت کچھ دیا کرتے تھے۔(تفسیر الطبری،ج۱۴،صفحہ ۳۱۴)ہم پہلے ہی حضرت انسؓ کی وہ حدیث ذکرکرچکے ہیں جس میں یہ بیان ہواکہ آپ ﷺ نے ایک شخص کوزکوۃ کی بکریاں دیں اوراس نے اپنی قوم میں جاکرکہا،کہ اسلام لے آ ؤ محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ بھوک کااندیشہ ہی ختم ہوجاتا ہے اس سے بظاہریہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص پہلے مسلمان نہیں تھا۔

اوراگرکسی کافرکی اس لیے تالیف کی جائے کہ اس کادل اسلام کے لیے راضی ہوجائے تویہ کوئی قابل تعجب امرنہیں ہے بلکہ جیسا کہ قرطبی نے کہا ہے کہ یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے کیونکہ مشرکین کی تین قسمیں ہیں۔ایک وہ کافرہیں جودلیل سے کفرسے رجوع کرلیتے ہیں۔دوسری قسم وہ کافرہیں جوقوت سے اورتلوار سے کفرسے بازآجائیں اورتیسری قسم وہ کافرہیں جوعطاء واحسان سے راہ کفرترک کردیں اورامام کے لیے مناسب یہ ہے کہ ہرقسم کوکفرسے نجات دلانے کے لیے اس کے مطابق

طریقہ اختیار کرے۔(تفسیر القرطبی ،ج ۸،صفحہ ۱۷۹)

کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہوگیا؟

امام احمدؒ اوران کے اصحاب کی رائے یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب کا حکم باقی ہے اوراس میں کوئی تبدیلی یا نسخ واقع نہیں ہواہے،یہی زہریؒ اورابوجعفرالباقر کی رائے ہے۔(تفسیر الطبری ،ج ۱۴،صفحہ ۳۱۴۔۳۱۶۔المغنی ج ۲،صفحہ ۶۶۶)

اورجعفریہ اورزیدیہ مسلک ہے۔(البحر،ج ۲،صفحہ ۱۷۹۔شرح الازہار،ج ۱،صفحہ ۵۱۳۔فقہ الامام جعفر،ج ۲،صفحہ ۹۰)

یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں زہریؒ سے پوچھا توانہوں نے کہا کہ مجھے اس کے نسخ کاعلم نہیں ہے۔ابوجعفرالنحاس کہتے ہیں کہ یہ حکم بہرحال موجود ہے اوراب بھی اگر کسی کے شرکودورکرنے کے لیے یا اسے اسلام پرثابت قدم بنانے کے لئے کچھ دیناضروری ہوتودیاجاسکتا ہے۔ قرطبی مالکی فقیہ قاضی عبدالوہاب سے نقل کیاہے کہ اگراس مدمیں دینے کی ضرورت ہوتواب بھی دیاجائے گا۔(القرطبی ،بحوالہ مذکور)

قاضی ابن العربی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اگراسلام طاقتور ہوتویہ صنف ختم ہوجائے گی اوراگرضرورت ہوتویہ حصہ دیاجائے گا،جیسا کہ زمانۂ نبوت میں دیاجاتاتھااس لیے کہ حدیث صحیح ہے۔ اسلام کاآغازبھی اجنبیت کی حالت میں ہوااوراس کی انتہابھی عالم اجنبیت میں ہوگی۔فقہ اباضیہ کی یہ رائے النیل اوراس کی شرح میں ہے کہ اگرامام قوی ہواوران سے بے نیاز ہوتویہ حدساقط ہے لیکن اگرکافروں کے شرسے مسلمانوں کومحفوظ رکھنا ہوتوپھردرست ہے۔(القرطبی ،ج ۲،صفحہ ۱۳۴۔۱۳۶)

طبریؒ نے حسن کایہ قول نقل کیاہے کہ اب مؤلفۃ القلوب موجودنہیں ہیں۔(تفسیر الطبری ،ج ۱۴،صفحہ ۳۱۵)

عامرالشعبی نے کہاہے کہ مؤلفۃ القلوب عہدنبوت ﷺ میں تھے مگر جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تویہ سلسلہ ختم ہوگیا۔(تفسیر الطبری ،ج ۱۴،صفحہ ۳۱۵)

نوویؒ نے امام شافعیؒ کایہ قول نقل کیاہے کہ اگرچہ کفارکی تالیف درست ہے مگرانہیں فئے میں سے دیاجائے گانہ کہ زکوۃ میں سے،اس لیے زکوۃ میں کفارکاکوئی حق نہیں ہے۔مسلمانوں میں سے مؤلفۃ القلوب کے بارے میں ان کے دواقوال ہیں۔ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعدانہیں کچھ

نہیں دیا جائے گا اس لیے کہ اسلام نے مسلمانوں کو عزت عطا فرمادی ہے اور وہ تالیف قلب سے مستغنی ہو گئے ہیں۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان کو آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی دیا جائے گا اس لیے کہ جس لیے انہیں دیا جاتا ہے وہ مصلحت آپ علیہ السلام کے بعد پائی جا سکتی ہے۔

اور اس بارے میں بھی کہ انہیں کہاں سے دیا جائے دو قول ہیں، ایک یہ کہ انہیں مقدمات میں سے دیا جائے گا کیونکہ اس بارے میں نص قرآنی موجود ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان پر فئے کے مصالح کے حصے میں سے صرف کیا جائے گا کہ یہ مسلمانوں کے مفاد کے مطابق ہوگا۔(المہذب وشرحہ للنووی :(المجموع) ج ۶، ۱۹۷۔۱۹۸)

مالکی مسلک میں بھی دو اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ مسلمانوں کے معزز اور اسلام کا غلبہ ہو جانے کے بعد یہ حصہ متروک ہو گیا اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حصہ باقی ہے اور ہم اس سلسلے میں عبدالوہاب اور ابن العربی کی آراء نقل کر چکے ہیں۔(تفسیر القرطبی السابق، الخطابی، معالم السنن (ج ۲، صفحہ ۲۳۱) کہتے ہیں کہ یہ حصے موجود ہے اور انہیں دیا جانا چاہیے اور یہی رائے ابن قدامہ نے المغنی ج ۲، صفحہ ۶۶۶ پر تحریر کی ہے)۔

متن خلیل میں ہے کہ یہ حکم باقی ہے منسوخ نہیں ہوا ہے۔ اس لیے کہ مؤلفۃ القلوب کو زکوۃ میں سے حصہ دینے کا مطلب اسے اسلام کی ترغیب دینا ہے، اعانت کرنا نہیں ہے کہ غلبہ اسلام سے یہ مد ساقط ہو جائے۔

الصاوی کہتے ہیں کہ یہ قول اس بنا پر ہے کہ مولف کافر ہو اور اسے اسلام کی جانب ترغیب دینے کے لیے دیا جائے اور یہی ابن حبیب کا قول ہے اور دوسرا قول ابن عرفہ کا ہے کہ مولف وہ ہے جو نیا نیا اسلام لایا ہوا سے اس لیے دیا جائے گا کہ وہ اسلام پر قائم رہے اور اس لیے یہ حکم بدستور باقی ہے۔(حاشیۃ الصاوی، ج ۲، صفحہ ۴۵)

جمہور حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ یہ حصہ اب ختم ہو چکا ہے اور اب تالف قلب کے لیے کسی کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔

البدائع میں ہے کہ یہی قول صحیح ہے کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ وعمر فاروقؓ نے زکوۃ میں سے اس مد میں کچھ نہیں دیا اور صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے اس کو رد بھی نہیں کیا کیونکہ روایت

☆اعلم ان الشدائد تفتح الاسماع والابصار وتجلی القلب وتردع النفس وتذکر العبد وتزید الثواب.☆

ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے تو مؤلفۃ القلوب حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے عرض کی کہ آپ ہمارے حصے کے بارے میں ہمیں تحریر لکھ دیں جو کہ حضرت ابوبکرؓ نے لکھ دی پھر یہ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور انہیں اس کی اطلاع دی تو آپ نے یہ خط لکھ کر پھاڑ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں اس لیے دیا کرتے تھے تاکہ تم اسلام پر ثابت قدم رہو۔اب تو اللہ نے اسلام کو عزت دے دی ہے اگر تم اسلام پر ثابت قدم رہو گے (تو تمہارے ہی لیے بہتر ہوگا) ورنہ ہماری تلوار فیصلہ کرے گی۔یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور آپ کو اس بات سے باخبر کیا اور کہنے لگے کہ خلیفہ آپ ہیں یا عمرؓ؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جیسا انہوں نے کیا ٹھیک ہی کیا غرض حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کے قول کی یا عمل کی تردید نہیں کی اور عام صحابہؓ کو بھی اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو ان میں سے بھی کسی نے رد نہیں کیا اور اس طرح اس پر اجماع ہوگیا اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ انہیں اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لیے دیا کرتے تھے۔اسی لیے اللہ نے ان کا نام مؤلفۃ القلوب رکھا ہے کیونکہ اس وقت اسلام کمزور تھا اور مسلمانوں کی تعداد کم تھی جو بعد میں بکثرت ہوگئے اور قوی ہوگئے اور اسلام معزز ہوگیا اور اہل شرک ذلیل ہوگئے۔اور اگر کوئی حکم کسی مخصوص مصلحت کے ساتھ وابستہ ہو تو اس مصلحت کے ختم ہو جانے پر وہ حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔(بدائع الصنائع ،ج ٢،صفحہ ٤٥)

البدائع کے اس کلام کا خلاصہ دو امور ہیں۔

ایک یہ کہ یہ حکم اجماع صحابہ سے منسوخ ہے۔

دوسرے یہ کہ تالیف کے حکم کی مخصوص علت اور وجہ ہے،اور وہ ہے ان لوگوں کو جن کی تالیف کی جارہی ہے اسلام کی جانب مائل رکھنا جو اشاعت اسلام اور اس کے غلبہ سے ختم ہو چکی ہے۔یعنی یہ حکم اپنی علت کے ختم ہو جانے سے ختم ہوگیا ہے کیونکہ یہ دینا عزت اسلام کے لیے تھا اور اللہ نے اسلام کو معزز بنا دیا ہے۔(رد المحتار،ج ٢،صفحہ ٨٢)

نسخ کے دعوی کا ابطال:

حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں دعوے صحیح نہیں ہیں نہ ہی تالیف کا حکم منسوخ ہوا اور نہ تالیف کی ضرورت ختم ہوئی ہے۔

حضرت عمرؓ کے عمل کو نسخ کی دلیل بنانا درست نہیں ہے اس لیے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ان لوگوں کو اس حق سے محروم کیا جن کو عہد نبوت ﷺ میں یہ حصہ مل رہا تھا اور اسلام کو عزت حاصل ہو چکی تھی اور اسلام ان سے مستغنی ہو گیا تھا۔ اور حضرت عمرؓ کا یہ عمل اس طرح درست ہے کہ تالیف کوئی دائمی شئے نہیں ہے کہ جو لوگ کسی ایک دور میں مولف بنائے گئے ہوں وہ ہمیشہ کے لیے اس حصہ کے مستحق بن جائیں بلکہ اسلام کی بھلائی اور مسلمانوں کی بہبود کے پیش نظر یہ فیصلہ کرنا اور الوالامر کا کام ہے کہ تالیف کی کس قدر ضرورت اور کن لوگوں کی تالیف کی ضرورت ہے۔

علمائے اصول نے ایک قاعدہ یہ وضع کیا ہے کہ اگر کوئی حکم کسی وصف مشتق کے ساتھ معلق ہو تو جس سے اشتقاق ہے اس کے علت ہونے کی نشاندہی کرے گا اور یہاں پر صدقہ کو مؤلفۃ القلوب پر معلق کیا گیا ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ تالیف قلب انہیں صدقات دینے کی علت ہے، اس لیے جب یہ علت موجود ہوگی دیا جائے گا اور نہیں ہوگی تو نہیں دیا جائے گا۔

اور تالیف قلب کرنا یا نہ کرنا ولی امر کے اختیار میں ہے اور اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ جن لوگوں کی پہلا حکم تالیف قلب کر رہا ہے وہ اس کو ترک کر دے بلکہ اسے یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے عہد میں تالیف کا سلسلہ بالکل ختم کر دے یعنی اگر اس کے عہد میں کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جس کی تالیف کی جائے۔ کیونکہ یہ ایک اجتہادی امر ہے اور اس بارے میں زمانے کے اختلاف، حالات کے فرق اور ممالک کی تبدیلی سے حکم مختلف ہو سکتا ہے۔

غرض حضرت عمرؓ کا عمل کسی نص کو معطل کرنا یا کسی شرعی قاعدے کو منسوخ کرنا نہیں ہے اس لیے کہ زکوۃ آٹھ موجود اصناف میں تقسیم کی جاتی ہے اگر ان میں سے کوئی صنف موجود نہ ہو تو اس کا حصہ ساقط ہو جاتا ہے اور یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ اس سقوط سے کتاب اللہ کا حکم معطل یا منسوخ ہو گیا ہے۔

مثلاً اگر عاملین علیہا (زکوۃ کے کارکن) موجود نہ ہوں کہ اسلامی حکومت ہی موجود نہیں جو زکوۃ جمع کرے اور اسے مستحقین میں تقسیم کرے اور اس کام کے سرانجام دینے والوں کو تنخواہیں دے۔ اس لیے عاملین علیہا کا حصہ ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر الرقاب (گردنوں کو آزاد کرانے کی) صنف موجود نہ ہو، جیسا کہ ہمارے اس دور میں غلامی کا خاتمہ ہو چکا ہے تو یہ حصہ ساقط ہو جائے گا مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ یہ قرآن کا نسخ یا اس کے حکم کو معطل قرار دینا ہے۔

☆اکثر مایخاف لایکون، وغالب مایسمع من مکروہ لایقع، وفی اللہ کفایۃ وعندہ رعایۃ، ومنہ العون.☆

(اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض معاصرین کا یہ کہنا کہ اگر مصلحت مقتضی ہوتو نص کے حکم کو معطل کر دینا یا اس کے مخالف طرز عمل اختیار کرنا جائز ہے، غلط ہے، ان حضرات نے اپنی اس رائے کے حق میں حضرت عمرؓ کے اسی مذکورہ عمل کو دلیل بنایا ہے چنانچہ صبحی محمصانی نے ''فلسفہ التشریع ،، میں یہی رائے اختیار کی ہے۔(صفحہ ۱۷۸) کہ حضرت نے سیاست شرعیہ یا مسلمانوں کی مصلحت کے پیش نظر نصوص کی بھی مخالفت کی ہے۔اسی طرح پروفیسر محمود اللبابیدی نے قاہرہ کے دار التقریب بین المذاہب کے مجلّے رسالۃ الاسلام کے ایک مقالے ''اسلام کا قانونی اقتدار ،، میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ امت کی مجلس شوری اپنے اقتدار سے بعض نصوص شرعی کو ختم کر سکتی یا معطل کر سکتی ہے اور اس رائے کی دلیل اسی حضرت کے واقعہ کو بنایا ہے بہر حال یہ ممکن نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کسی نص کی مخالفت کی ہو یا اسے معطل کر دیا ہو بلکہ اصل حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں۔علمائے ازہر نے اس مقالے کی بڑی سخت تردید کی ہے اور مرحوم شیخ محمد محمد المدنی نے اس کی تردید میں ایک مضمون بھی ''نقد برنقد ،، کے نام سے لکھا جو قاہرہ سے مطبع ہوا ہے۔)

اس لحاظ سے حضرت عمر فاروقؓ کا عمل نسخ نہیں ہے چہ جائے کہ اسے مؤلفۃ القلوب کے حصے کے بالکلیہ منسوخ ہو جانے پر اجماع قرار دیا جائے اور اسی طرح حسن اور شعبی کا یہ قول کہ آج کل مؤلفۃ القلوب موجود نہیں ہے،اس کے نسخ کا قول نہیں ہے بلکہ امر واقع کی خبر دینا ہے۔

نسخ کا تو مطلب یہ ہے کہ کسی حکم کو جسے اللہ نے مقرر کیا ہو باطل کر دیا جائے اور ظاہر ہے کہ ابطال کا حق بھی اسی کو ہوتا ہے جسے قانون بنانے کا حق ہو۔اور اسلام میں قانون ساز اللہ سبحانہ ہے اور وہ نبی پر وحی کے ذریعے اپنے احکام نازل کرتا ہے اس لیے اگر نسخ ہوسکتا ہے تو وہ دور نبوت اور زمانہ نزول وحی میں ہوسکتا ہے اور اس کی خبر ہمیں خود فرمان نبوت ﷺ ہی سے ہوگی یا کم از کم یہ ہو کہ قرآن وسنت کی دو متضاد نصوص ایسی موجود ہوں کہ ان میں سے کسی بھی طریقے سے تطبیق نہ پیدا کی جاسکتی ہو اور ان میں سے ہر ایک نص کی تاریخ کا بھی علم ہو اور اس طرح ہم بعد والے حکم کو پہلے کا ناسخ قرار دے دیں۔

کیا مؤلفۃ القلوب میں بھی یہی صورت حال ہے کیا ان کے بارے میں کتاب وسنت کی دو متعارض نصوص موجود ہیں یا کوئی ایسی صریح نص موجود ہے جس نے مؤلفۃ القلوب کے حصہ کو منسوخ کر دیا ہو۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی سی بھی صورت نہیں ہے تو پھر اس حکم کے نسخ کا کیوں کر دعوی کیا جاسکتا ہے جس کے بارے میں کتاب اللہ کی واضح نص موجود ہو اور اس پر دور رسالت ﷺ کے

اختتام تک عمل ہوتا رہا ہو۔

شاطبی کہتے ہیں کہ اگر مکلّف پر احکام ثابت ہوجائیں تو جب تک کوئی محقق حکم موجود نہ ہو نسخ کا دعوی نہیں کیا جاسکتا کہ اس حکم کا مکلّف پر ثبوت ایک امر محقق ہے تو اس حکم کا خاتمہ بھی ایک امر محقق سے ہی ہوگا۔اسی لیے علمائے محققین کا اس امر پر اجماع ہے کہ خبر واحد سے قرآن کی نص کا یا خبر متواتر کا نسخ نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح ایک قطعی امر کو ظنی بات سے رفع کرنا ہوجائے گا۔(الموافقات ،ج۳،صفحہ ۶۴)

خبر واحد جو کہ بہر حال نبی کریم ﷺ سے مروی حدیث ہوتی ہے اس سے بھی قرآنی نص منسوخ نہیں ہوتی تو صحابی کے قول یا اس کے عمل سے کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ حضرت عمرؓ کا جو عمل زیر بحث ہے اس میں سرے سے کوئی نسخ کا مفہوم ہی موجود نہیں ہے۔

اور شاطبی سے پہلے علامہ ابن حزمؒ کہہ چکے ہیں کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن یا سنت کا کوئی حکم منسوخ ہے جب تک اس کی کوئی یقینی دلیل موجود نہ ہو اس لیے کہ فرمان الٰہی ہے:

وما ارسلنامن رسول الالیطاع باذن اللہ(النساء:۶۴)

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اذن خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔

نیز فرمایا ہے:

اتبعو ما انزل الیکم من ربکم(الاعراف:۳)

اللہ سبحانہ نے قرآن کریم میں جو احکام نازل فرمائے ہیں جو اپنے نبی ﷺ کی زبانی دیئے ہیں ان سب کی اتباع فرض ہے اور کسی حکم کے منسوخ کہنے کا یہ مطلب ہوگا کہ اس امر کی اطاعت نہ کی جائے اور اتباع لازم نہ رہے اور ظاہر ہے کہ یہ اللہ کی معصیت ہے الا یہ کہ نسخ کی قطعی دلیل موجود ہو اور اگر کوئی اس کے برخلاف نسخ کا قائل ہو تو وہ گویا شریعت کے ابطال کی راہ کھول رہا ہے کہ اس طرح ہر نص قرآنی اور حدیث کے نسخ کا دعوی کیا جاسکتا ہے جو کہ اسلام کے بالکل برخلاف ہے غرض جو بات بالیقین ثابت ہو وہ ظن سے رد نہیں ہوسکتی اور جس حکم کا اللہ اور رسول ﷺ نے یقینی حکم دیا ہے وہ جب تک اس کے نسخ کا ایسا قطعی اور یقینی حکم موجود نہ ہو جس میں کوئی شک نہ ہو، ساقط نہیں ہوسکتا۔(الاحکام فی اصول الاحکام، الباب العشرین، فصل کیف یعلم المنسوخ ،صفحہ ۴۵۸، ج۱)

☆حافظ علی تکبیرۃ الاحرام جماعۃ واکثر المکث فی المسجد وعود نفسک المبادرۃ للصلاۃ تجد السرور.☆

اس لحاظ سے درست اور صحیح یہی ہے کہ مؤلفۃ القلوب کا حصہ باقی ہے اور یہ حکم نہ منسوخ ہوا ہے اور نہ معطل ہوا ہے کہ اس پر سورۂ توبہ کی صریح نص موجود ہے جوکہ قرآن کے باعتبار نزول آخری حصے میں سے ہے۔

ابوعبید کہتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے اور اس میں کتاب وسنت میں وارد کسی نسخ کا ہمیں علم نہیں ہے اگر کچھ لوگوں کی یہ کیفیت ہو کہ انہیں سوائے حصول ویافت کے اسلام سے اور کچھ دلچسپی نہ ہو اور حالت یہ ہو کہ اگر وہ ارتداد اختیار کرلیں یا مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے لگیں تو ان کی طاقت وقوت اور ان کے غلبہ کی وجہ سے اسلام کو گزند پہنچنے کا اندیشہ ہو اور اس وجہ سے امام یہ مناسب تصور کرے کہ انہیں زکوۃ سے کچھ دے کر خاموش کردے تو اسے تین وجوہ کی بنا پر اختیار ہوگا۔

ایک وجہ تو کتاب وسنت پر عمل۔

دوسری وجہ مسلمانوں کا تحفظ۔

تیسری وجہ یہ کہ ان لوگوں سے ناامید نہ ہونا چاہئے ہوسکتا ہے اسلام کی مسلسل حوصلہ افزائیوں سے وہ اسے سمجھنے اور اس میں خوشی سے دلچسپی لینے لگیں۔(الاموال،صفحہ ۶۰۷)

ابن قدامہ المغنی میں مسلک احمد کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصارف زکوۃ میں مؤلفۃ القلوب کا حصہ باقی ہے اور اس امر کی دلیل کتاب وسنت میں موجود ہے یعنی یہ کہ اللہ سبحانہ نے مؤلفۃ القلوب کو منجملہ مصارف زکوۃ کے ذکر کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اللہ سبحانہ نے مصارف زکوۃ کو آٹھ حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

اور مشہور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ مؤلفۃ القلوب کو عطا دیا کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ وفات کے وقت تک دیتے رہے اور کتاب وسنت سے اس حکم کا نسخ ثابت نہیں ہے اور نسخ محض احتمال سے ثابت نہیں ہوتا۔

ظاہر ہے کہ نسخ کی کسی نص کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے اور نص آپ کی وفات اور وحی کا سلسلہ منقطع ہوجانے کے بعد ظاہر نہیں ہوسکتی۔اور حکم قرآن کا نسخ قرآن سے ہی ثابت ہوسکتا ہے یا سنت سے جبکہ اس مقام پر کتاب وسنت میں سے کوئی نص موجود نہیں ہے اس لیے قول صحابی یا اپنی رائے سے اس حکم کو منسوخ نہیں قرار دیا جاسکتا۔مزید یہ کہ یہ فقہاء قیاس کے بالمقابل قول صحابی کو ترک کردیتے ہیں تو پھر غور کیجیے کہ قول صحابی کی بنا پر قرآن وسنت کو کیوں کر ترک کیا جاسکتا ہے۔

[illegible] کا علم نہیں [illegible]

[illegible] مؤلفۃ القلوب [illegible] کیا ہے جبکہ مؤلفۃ القلوب

[illegible] اس کا نسخ اجماع سے

[illegible] حضرت عمر فاروق کے موقف کو سماع

[illegible]

[illegible] نسخ تو صرف

[illegible] آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہو سکتا ہے [illegible]

[illegible] کسی صحیح کی حدیث سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

یہی وجہ ہے کہ فقہائے احناف میں سے علاؤالدین عبدالعزیز کو کہنا پڑا کہ مؤلفۃ القلوب کا حصہ عہدرسالت ﷺ میں ثابت ہو چکا تھا کہ اس وقت انہیں دینے کا مقصود یہ تھا کہ کفر کا غلبہ تھا اور اسلام کمزوری میں تھا اور مؤلفۃ القلوب کو دے کر ان کی ہمدردی اسلام کی جانب کی جائے مگر جب یہ حالت تبدیل ہوگئی اور اسلام غالب ہوگیا تو یہ حصہ بھی ممنوع ہوگیا لیکن منسوخ نہیں ہوا بلکہ تا حال باقی ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے عاقلہ پر دیت لازم ہوتی ہے کہ عہدنبوت ﷺ میں یہ اہل خاندان کے ذمے آیا کرتی تھی اور بعد میں یہ اہل دیوان پر عائد ہونے لگی تو یہ اہل دیوان پر عائد ہونا اس کا نسخ ہونا نہیں ہے کہ عہدنبوت ﷺ میں نصرت اور مدد کا مدار اہل خاندان تھے اور بعد کے عہد میں نصرت کا مدار اہل دیوان بن گئے اور یہ گویا اسی مفہوم کا اثبات ہوگیا جس کے لیے دیت عائد ہوتی ہے یعنی باہمی نصرت، اس رائے کو النہایہ نے بھی عمدہ کہا ہے۔

بہرحال اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر مثلاً آج کے عہد میں اسلام کمزور ہوگیا ہے۔تو آج بھی مؤلفۃ القلوب کا حصہ دیا جائے گا۔اور یہی وہ بات ہے جس کے فقہائے احناف قائل نہیں ہیں، چنانچہ ابن الہمام کی اس رائے سے نسخ کی نفی نہیں ہوتی کہ انہیں دینے کا جواز ایک حکم شرعی تھا جو پہلے ثابت تھا اور بعد میں ختم ہوگیا۔(تفسیر الالوسی ج ۳، صفحہ ۳۲۷)

مؤلفۃ القلوب کو زکوۃ میں سے حصہ دینے کی جو وجہ فقہاء نے بیان کی ہے وہ یقیناً کتاب وسنت کے مطابق ہے اور مؤلفۃ القلوب سے مستغنی ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کا حکم ختم ہوگیا ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ ان کو ایسے وقت نہیں دیا جائے گا اور جب دوبارہ انہیں دینے کی ضرورت ہوگی پھر دیا جائے گا اور یہی تمام احناف کا حال کہ اگر مستحقین زکوۃ کی کوئی صنف کسی دور میں موجود نہ ہو تو خاص اس زمانے میں اس کا حکم ساقط ہوجائے گا اور جب وہ صنف دوبارہ موجود ہوگی تو پھر زکوۃ میں سے اس کا حصہ دیا جائے گا۔(المغنی، ج ۲، صفحہ ۶۶۶)

تالیف قلوب کی ضرورت ختم نہیں ہوئی

فقہائے احناف کا یہ کہنا کہ اسلام کی اشاعت اور غلبہ سے تالیف قلوب کی ضرورت ختم ہوگئی ہے تو یہ دعوی تین اسباب کی بنا پر غلط ہے۔

ا۔بعض مالکی فقہاء نے کہا ہے کہ مؤلفۃ القلوب کو زکوۃ میں حصہ ان کی اعانت کے طور پر انہیں دیا جاتا کہ

☆اعلم ان من اغتابك فقد اهدى لك حسناته، وحط من سيئاتك، وجعلك مشهوراً، وهذه نعمة. ☆

اسلام کے غلبہ سے یہ اعانت ختم کردی جائے بلکہ ان کواس لیے دیا جاتا ہے کہ وہ اسلام کی جانب راغب ہوکر جہنم سے نجات پا جائیں۔(حاشیۃ الصاوی علی بلغۃ السالک ج ا،صفحہ ۲۳۲)

یہ دراصل دعوت اسلام کا ایک ذریعہ ہے اوراس سے حقیقی مقصود یہی ہے کہ کچھ لوگوں کو مالی امداد دے کرانہیں اسلام کی جانب راغب کیا جائے اورانہیں جہنم سے نجات دلائی جائے اورظاہر ہے کہ یہ مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ انسانیت کی راہ ہدایت کی جانب راہنمائی کرتے نہیں جاہلیت سے نکالنے اورعذاب آخرت سے بچانے کی پوری پوری جدوجہد کریں۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان دنیاوی منفعت کی خاطر اسلام قبول کرلیتا ہے لیکن بعد میں اسلام میں اس کی خدمات بہت عمدہ ثابت ہوتی ہیں چنانچہ ابویعلی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ نبوت ﷺ میں کوئی شخص ایسا بھی ہوتا کہ پہلے دنیا کی خاطر اسلام لے آتا پھروہ اسلام میں خالص ہوجاتا اوراسے اسلام ساری دنیا کی دولتوں سے زیادہ پیارا ہوجاتا تھا۔

مذکورہ بیان بایں صورت ہے کہ مولف کافرہو اوراسے اسلام کی جانب ترغیب دینے کے لیے دیا جائے،حالانکہ ہرمولف اس طرح نہیں ہے بلکہ مولفۃ وہ نومسلم بھی ہوتے ہیں جواسلام قبول کرنے کی بناپراوراپنا سابقہ دین ترک کردینے کی بناپرخاندانی منفعتوں اوراپنے مذہب کے لوگوں کے فوائد سے محروم ہوجاتے ہیں اوران کی طرف سے ان پرابتلاء اورمصیبت شروع ہوجاتی ہے ان مسلمانوں کواس لیے دیا جاتا ہے تاکہ ان کی تائیدہوجائے اوریہ اسلام پرثابت قدم ہوجائیں اورجواسلام کی وجہ سے ان پر مصیبتیں آرہی ہیں ان کا مقابلہ کرسکیں۔

۲۔یہ دعوی اس امر پرمبنی ہے کہ تالیف اسی وقت ہوتی ہے جب اسلام اوراہل اسلام کمزورہوں اوربعض نے یہ شرط لگائی ہے کہ مولف فقیراورمحتاج ہومگر یہ نصوص کو بلاوجہ اور بلادلیل اوربغیرکسی شرعی حکمت کے توڑمروڑ کرپیش کرنا ہے۔

آج تو ہم دیکھتے ہیں کہ ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ممالک کی امداد کررہے ہیں جیسا کہ جنگ عظیم کے بعدامریکہ نے بعض یورپی ممالک کی امداد کی اوراس طرح بعض ترقی پذیرمشرقی ممالک کی امداد کی ہے۔

امام طبریؒ نے کس قدرعمدہ بات کہی ہے کہ درحقیقت اللہ سبحانہ نے زکوۃ میں دوحکمتیں رکھی ہیں پہلی حکمت تو یہ ہے کہ اس سے مسلمانوں کی بھوک کامداوا ہوتا ہے اوردوسرے یہ کہ اس سے اسلام کوتقویت

اور تائید حاصل ہوتی ہے اور جو مد اسلام کی تائید اور تقویت کے لیے ہو وہ غنی اور فقیر سب کو دی جائے گی، اس لیے کہ اسے ضرورت کے لیے نہیں دیا جاتا بلکہ اعانت اسلام کے لیے دیا جاتا ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے خرچ کیا جاتا ہے کہ جہاد میں بھی غنی اور فقیر کا کوئی فرق نہیں ہے کہ انہیں جہاد کے لیے دیا جاتا ہے ان کی تنگدستی دور کرنے کے لیے نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح مؤلفۃ القلوب بھی ہیں کہ اگرچہ وہ غنی بھی ہوں تب بھی انہیں دیا جاسکتا ہے تا کہ وہ اسلام کی جانب مائل ہوں اور پھر اسلام لاکر ثابت قدم ہو جائیں اور اس طرح اسلام کو تقویت اور تائید حاصل ہو۔

جب اللہ سبحانہ نے آپ ﷺ کو فتح عطا فرمائی اسلام کی اشاعت ہوگئی اور اہل اسلام کو عزت حاصل ہوگئی آپ ﷺ اس کے بعد بھی مؤلفۃ القلوب کو دیتے رہے، تو اب یہ دلیل نہیں دی جاسکتی ہے کہ اسلام کی اشاعت اور غلبہ کے بعد تالیف کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ (تفسیر الطبری: تحقیق شاکر ج ۱۴، صفحہ ۳۱۶)

۳۔ اور آج کل صورت حال بالکل تبدیل ہو چکی ہے اب مسلمان دنیا کے فرمانبردار نہیں رہے ہیں بلکہ اب اسلام دوبارہ اسی طرح اجنبی ہو گیا ہے جس طرح کہ وہ پہلے اجنبی تھا۔ اور اقوام عالم مسلمانوں کو اس طرح کھا رہی ہیں جس طرح دیمک لکڑی کو کھا جاتی ہے اور کمزوری مسلمانوں کے قلوب میں اتر چکی ہے اگر یہی کمزوری اور بے چارگی تالیف قلوب کی علت ہے تو یہ تو موجود ہے اس لیے اس مد میں زکوۃ دینا بھی درست ہے جیسا کہ ابن العربی وغیرہ نے کہا ہے۔

(خود حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ محض یہ کہہ دینا کہ تالیف کی علت (وجہ) ختم ہو جانے کی بنا پر تالیف ختم ہوگئی، کوئی موزوں دلیل نہیں ہے کیونکہ کسی حکم کے باقی رہنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کی علت بھی باقی رہے مثلا حج میں رمل کا حکم اس علت کی بنا پر تھا کہ کافروں پر اسلام کی قوت کا اظہار کیا جائے۔ اب یہ علت باقی نہیں ہے مگر حکم باقی ہے احرام کی حالت میں احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر شانے پر ڈالنے کی علت باقی نہیں ہے مگر حکم باقی ہے اس لیے کسی حکم کے اس کی علت کے باقی رہنے تک باقی رہنے کے لیے بھی دلیل شرعی کا ہونا ضروری ہوا، البتہ اجماع کی صورت میں اس کا تعین لازمی نہیں رہتا۔ اور ثبوت دلیل پر حکم عائد ہو جاتا ہے اگرچہ وہ ہمارے سامنے ظاہر نہ ہو۔ (ردالمحتار، ج ۲، صفحہ ۸۲۔۸۳۔ ط استنبانبول)

صاف محسوس ہوتا ہے کہ فقہائے احناف باوجود سعی کامل کے اپنے موقف کو درست نہیں ثابت کر سکے۔

مؤلفۃ القلوب کو دینے اوران کی تالیف کا کس کو حق ہے؟

تالیف کے جواز کا تعین کرنا اور یہ اندازہ کرنا کہ اس کی ضرورت موجود ہے اولوالامر کا کام ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین اس کام کو خود ہی انجام دیا کرتے تھے اور یہی صحیح اور فطری طریقہ ہے کیونکہ اس کام کا تعلق داخلی اور خارجی سیاست سے ہے اور اس میں دین اسلام کی مصلحت اور مسلمانوں کے مفاد کو مدنظر رکھنا لازمی ہے۔

چونکہ آج کل اسلامی حکومتیں اسلام کے نظام زکوۃ کی ذمے داریوں کو پورا نہیں کر رہی ہیں اس لیے ان کی جگہ اسلامی جماعتیں یہ فرائض انجام دے سکتی ہیں۔

اور اگر کوئی جماعت بھی موجود نہ ہو تو پھر کیا ایک مسلمان انفرادی طور پر اپنی زکوۃ تالیف قلب کے طور پر کسی کافر کو دے سکتا ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ ایسا کرنا اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک زکوۃ کا کوئی اور مصرف باقی نہ رہا ہو مثلاً اگر کچھ مسلمان غیر اسلامی ملک میں رہ رہے ہوا اور وہاں مستحق زکوۃ موجود نہ ہوں اور ان کی رائے یہ ہو کہ اگر وہ مقامی غیر مسلمانوں کو اپنی زکوۃ دیں گے تو وہ اسلام کی جانب مائل ہو سکتے ہیں یا کم از کم مسلمانوں کی نصرت پر آمادہ ہو سکتے ہیں تو انہیں زکوۃ دی جا سکتی ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں اگر زکوۃ کی رقم کسی اسلامی ملک میں نہ بھیجی جا سکتی ہو تو اسے اشاعت اسلام پر خرچ کیا جائے۔

دور جدید میں مؤلفۃ القلوب کے حصہ کا کیا مصرف ہے؟

چونکہ مؤلفۃ القلوب کا حکم باقی ہے اور انہیں زکوۃ سے حصہ دینے کا حکم قطعی بھی موجود ہے اور یہ حکم منسوخ نہیں ہوا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس حصہ کو کس طرح خرچ کریں۔

اس حصہ سے شریعت کا جو کچھ مقصود ہے وہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اسی سے اس سوال کا جواب مل چکا ہے کہ تالیف قلب سے شریعت کا مقصود لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا، انہیں ثابت قدم بنانا، ان میں سے کمزوروں کو تقویت دینا، اسلام کے مددگار حاصل کرنا اور دشمنان اسلام کے شر کو دور کرنا ہے۔

دور جدید میں اس کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسلم حکومتیں غیر مسلم حکومتوں کو مالی امداد دے کر ان کو مسلمانوں کا ہمدرد بنائیں یا بعض تنظیموں اور جماعتوں سے مالی تعاون کر کے انہیں اسلام کی جانب مائل کریں اور مصنفین اور اہل قلم سے تعاون کر کے انہیں اسلام کی مدافعت پر آمادہ کریں اور اس

امر پر تیار کریں کہ وہ امت مسلمہ پر ہونے والی افترا پردازیوں پر گرفت کریں اور ان کا جواب دیں۔
جو لوگ دین اسلام قبول کرتے ہیں ان کی کسی بھی اسلامی ملک سے کوئی امداد یا تعاون نہیں ہوتی حالانکہ انہیں زکوۃ کے اس حصے سے دیا جانا چاہیے تاکہ اس سے ان کی ہمت مضبوط ہو اور وہ اسلام پر قائم ہو جائیں جیسا کہ یہی رائے امام زہریؒ اور حسن بصریؒ کی ہے، بالخصوص اس امر کے پیش نظر کہ مشنری تنظیمیں عیسائیت قبول کر لینے والوں کی ہر طرح کی مالی امداد کرتی ہیں اور انہیں ہر مادی اور اخلاقی تعاون بہم پہنچاتی ہیں، اوران مشنری تنظیموں کو عیسائی دولت مند ممالک کثیر رقمیں اور امدادیں فراہم کرتے ہیں حالاں کہ ان کے مذہب میں ہمارے مذہب کے نظام زکوۃ جیسا کوئی نظام بھی موجود نہیں ہے کہ ہمارے نظام زکوۃ میں منجملہ آٹھ مصارف کے ایک مصرف بطور خاص تالیف قلب کا مقرر کر دیا گیا ہے۔
اسلام ایک ایسا طریقہ حیات ہے جو عین فطرت سلیمہ کے مطابق ہے اور عقل سلیم سے بھی ہم آہنگ ہے اور اس میں ایسی وسعت، ہمہ گیری اور جامعیت موجود ہے جو اس کی اشاعت میں بے حد ممد ثابت ہوتی ہے اور اس کی تبلیغ میں بے انتہا موثر ہوتی ہے لیکن جو لوگ اس دین کو قبول کرتے ہیں انہیں کوئی مادی تعاون حاصل نہیں ہوتا کہ وہ اس دین پر اطمینان سے غور کر سکیں اور جو اس دین کے قبول کرنے میں انہیں قربانی دینی پڑتی ہے اور جو اپنے اہل خاندان اور اہل قبیلہ اور اہل قوم کے ظلم وستم برداشت کرنے پڑتے ہیں ان کی برداشت کی ان میں ہمت پیدا ہو سکے۔
بہت سے ممالک میں اسلامی جماعت اس خامی کی قدرے تلافی ضرور کر رہی ہے مگر ظاہر ہے کہ وہ مناسب وسائل سے محروم ہے۔
اس بات کی وضاحت کے لیے آپ ذرا براعظم افریقہ پر نظر ڈالیے جہاں زبردست سیاسی اور مذہبی کشمکش برپا ہے اور دنیا کی ہر بڑی طاقت وہاں کے عوام کو اپنے شکنجے میں کسنے اور وہاں کی حکومتوں کو اپنا ہمنوا بنانے اور وہاں کے لیڈروں کو خریدنے کے لیے کوشاں ہے۔ ایک طرف استعماری اور مشنری قوتیں کارفرما ہیں۔ دوسری طرف اسرائیلی صیہونی ریشہ دوانیاں ہیں اور تیسری طرف مارکسی اشتراکی دیو سارے افریقہ کو ہڑپ کرنے کے لیے منہ کھولے آگے بڑھ رہے ہیں۔
ظاہر ہے اگر دنیا میں کوئی ایسی اسلامی ریاست قائم ہوتی جو دعوت اسلامی کی اشاعت کو اپنا فریضہ سمجھتی تو وہ اس منظر سے بے نیاز نہ رہتی بلکہ آگے بڑھ کر اشاعت اسلام کی تدبیریں کرتی کیونکہ بہر حال یہ

☆علیك بالجود من صدر الجواد منشرح وباله واسع والبخیل ضیق الصدر مظلم القلب مكدر الخاطر.☆

ایک حقیقت ہے کہ اسلام کا ایک دور ایسا بھی گزر چکا ہے جب کہ اسلام کا کردار فعال موثر اور جاندار تھا جب کہ آج اسلام اپنی دفاعی پوزیشن میں ہے اور اسلام غیر اسلام کا معرکہ خود سرزمین اسلام میں لڑا جا رہا ہے اور اس جنگ میں اسلام شکست کھا کر اپنا ہی کچھ علاقہ ہاتھ سے دے بیٹھا ہے اور جیسا کہ سید رشید رضا نے کہا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ آج کافر مسلمانوں کی تالیف کر رہے ہیں تا کہ مسلمانوں کو اپنا حامی اور ہمنوا بنالیں اور انہیں سامراج کا غلام بنا کر انہیں ان کے دین سے برگشتہ کر دیں اور اسلام سے بیگانہ کر دیں۔

کیا مسلمانوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ بھی تالیف کی مد میں خرچ کر کے اسلام کی جانب اقوام عالم کو مائل کریں۔

زکوۃ کے علاوہ کسی اور مال سے تالیف کا جواز:

یہ ضروری نہیں ہے کہ تالیف پر جو کچھ بھی صرف کیا جائے وہ زکوۃ ہی میں سے ہو بلکہ اس مقصد کے لیے دوسرے ذرائع سے بھی مال صرف کرنا درست ہے بالخصوص اس صورت میں جبکہ زکوۃ کے باقی سات مصارف میں زکوۃ کا صرف کرنا زیادہ ضروری اہم ہو اور ان میں مستحقین کی کثیر تعداد پائی جاتی ہو چنانچہ امام شافعیؒ کی اس رائے پر بھی عمل ہوسکتا ہے کہ تالیف پر مصالح کے حصے میں سے خرچ کیا جائے۔ بہر حال اس کا تعلق ایک منصف اور عادل ولی امر کی رائے سے ہے اور اس کا فیصلہ کرنا اہل شوریٰ کی ذمے داری ہے۔

(ہمارے اپنے ملک میں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اب تک غیر مسلم ہیں اور ان پر مشنریز کام کر رہی ہیں اور ان کی تالیف قلب کر کے انہیں ہندو سے عیسائی بنانے میں مصروف ہیں، میر پور خاص اور تھر پارکر کے علاقے ان کا خاص ہدف ہیں، اور اس پر کسی سرکاری ادارے نے آج تک روک ٹوک نہیں کی، تو پھر مسلمان تنظیمیں کیوں ان غریب ہندوؤں پر زکوۃ کی مؤلفۃ القلوب کی مد سے رقوم خرچ کر کے اسلام کی جانب مائل کرنے کی سعی نہ کریں؟ راقم نے خود ان علاقوں کا وزٹ کیا اور مشنری اداروں کے بھٹکائے ہوئے لوگوں سے ملاقات بھی کی اور ایسے ہندوؤں سے بھی جنہوں نے کہا کہ ہمارے لئے قبول اسلام کا راستہ ہموار کرو، یہ لوگ تو ہمیں عیسائی بنانا چاہتے ہیں۔ (شاہناز))